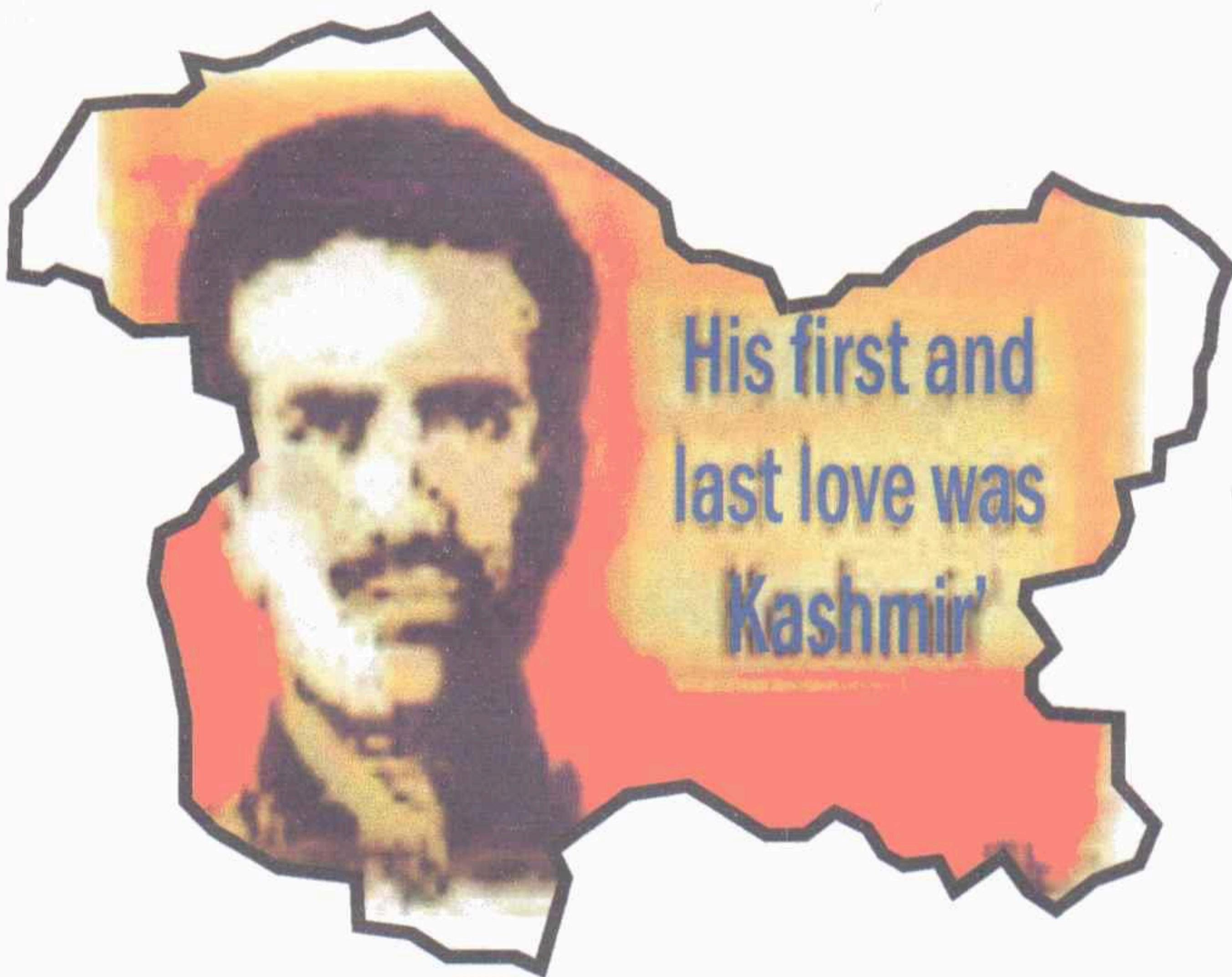


ہمارا بیانام

مقبول احمد بٹ (شہید)



شائع کروہ:

شعبہ نشر و اشاعت جموں و کشمیر مجاز رائے شماری
میر پور آزاد کشمیر

ہمارا پیغام

مقبول احمد بٹ (شہید)

جموں د کشمیر محاڑا تے شماری کے سالانہ کنوشن
منعقدہ متی ۱۹۷۴ء بمقام میرپور کے موقع پر
شہید کشمیر بنا بمقبول احمد بٹ کے خطاب
کامل متن



شائعہ کردہ :-

شعبہ نشر و اشاعت جموں کشمیر محاڑا تے شماری

میرپور (آزاد کشمیر)

قومی ترانہ

سید امجد علی اشتری اٹاوی

ہر ملک تھا جہاں میں افسانہ خواں ہمارا ہوتا نہ تھا بتاؤ چرچا کہاں ہمارا
لہراتے تھے جہاں میں فوجوں کے اپنے پرچم چلتا تھا سب کے آگے طبل و نشاں ہمارا
پشمینہ، سوت، ریشم مشہور تھا یہاں کا اب ان کے بدالے باقی ہے تار جاں ہمارا
کنخواب کے عوض میں سونا تھا ہم کو ملتا ستا سمجھ کے لیتے سودا گراں ہمارا
کشمیر کے دو شالے دنیا میں فرو نکلے تھا صنعتوں کا شاپد پہلے جہاں ہمارا
پھر کی صنعتوں میں یہ ملک تھا نمونہ ملتا کہیں کہیں ہے پچھلا نشاں ہمارا
فصل بہار دیکھئے رنگ خزان ہمارا لیکن سلا رہا ہے خواب گراں ہمارا
جی جائے پھر جہاں میں یہ نیم جاں ہمارا گر صنعتیں یہاں کی پھر زندہ ہوں تو دیکھو
ہرگز نہ ہو گا اونچا بلکل نشاں ہمارا جب تک جہاز اپنے ہر سورواں نہ ہوں گے
جنت نشاں کے ہم ہیں جنت نشاں ہمارا اٹھے اسی زمین سے جینا اسی زمیں پر
مردے ہوئے تو کیا ہے تم پھر جلالو ہم کو مرنے سے بھی ہے آسام جینا یہاں ہمارا
اے اشتری جہاں میں ہم خاک، ہو چکے ہیں
اکبر اب بنائے کشتہ جہاں ہمارا

کشمیر کا یہ قومی ترانہ آج سے ۱۸۸۶ء میں لکھا گیا۔ اس میں جہاں کشمیر کی عظمت رفتہ کا احساس دلایا گیا ہے وہاں کشمیریوں کو حال اور مستقبل میں دنیا کی آزاد اور بادشاہی قوموں کی صفائی میں کھڑے ہونے کا درس بھی دیا گیا ہے۔

(مصنف)

شہیدِ کشمیر تو امر ہے

دلاور فگار

یہ صبح کی فصل بر گیا ہے
شہیدِ کشمیر تو امر ہے
اداب ہے حالات کا یہ پہلو
شہیدِ کشمیر تو امر ہے
بٹے گی شاہد وہ روزِ مختار
شہیدِ کشمیر تو امر ہے
تو دار پر چڑھ کے مسکرا یا
شہیدِ کشمیر تو امر ہے
مگر دیا وہ بدل گیا تو
شہیدِ کشمیر تو امر ہے
جناد تیرے یہے عبادت
شہیدِ کشمیر تو امر ہے
عظیم تھا تو حیات ہی میں
شہیدِ کشمیر تو امر ہے
بہار نا آفسریدہ ہے تو
شہیدِ کشمیر تو امر ہے
نہیں نے دیکھا نہیں ہے جن کو
شہیدِ کشمیر تو امر ہے
کجھ شب سے شکست شب تک

یہ چاند جو آج سو گیا ہے
طلوع جس کا قریب تر ہے
بہار کا منتظر مقمل تو
کہ توہہاروں کا منتظر ہے
چھپا ہے جس آتیں میں خبر
کہ یہ گواہی سے بھی معتبر ہے
قفا کر تو نے لگے لگایا!
یہ کار نامہ میں تیرے سر ہے
اہل کے منہ میں چلا گی تو
کہ جس سے خود آندھیں کوڈھے
اہل ہے تیرے یہے شہادت
بڑا مقدس تیرا سفر ہے
چک رہا تھا تو نات ہی میں
شہید ہو کر عظیم تر ہے
عوام کا نویر دیدہ ہے تو
تو شام کشمیر کی سحر ہے
نہیں ہے جن کی خبر بھی دن کو
آن آسمانوں کا تو نتسر ہے
ہولی ہے ثابت یہ بات اب تک
تو ایک تاریخ مختصر ہے
شہیدِ کشمیر تو امر ہے

سید احمد

جعفر

مکان



جہتوں کشمیر محاڑا ہے شماری کا۔ سالانہ کنوشنا ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷ مئی ۱۹۸۷ء کو صیدلی پر
کے مقام پر منعقد ہوا۔ اس کنوشنا میں محاڑ کی خصوصی دعویت پر لٹانے سے
ڈاکٹر فاروق عباد اللہ نے بھی شرکت کی۔ کنوشنا کے موقع پر سبکدوش ہوئے
والے صدر جناب مقبل احمد بٹے نے احلاسے عام سے جو خطاب کیا۔ اس کا مکمل
متذہ قارئین کے لیے اگلے صفحات میں پیش کیا جا رہا ہے۔
جناب مقبل احمد بٹے کے آواز سین اسے
خطاب کا کیمپ محاڑ کے سرکاری دفتر میں
محفظ ہے۔



"ہمان گرامی" صاحب صد اور میزہ ز حفاظت۔

آپ کے سامنے تقریبیں کر لے کے ہیں اور بھی موقع ملیں گے اور آپ کے سامنے انہمار خیال کے اور کئی ایسے موقعے ملیں گے۔ جن میں ہم تقضیل کے ساتھ آپ کے گفتگو کریں گے۔ اس وقت میں صرف ایک دو تین آپ سے عرض کر دل گا اور اس کے بعد رخصت ہو جاؤ گا۔

سب سے پہلے میں آپ نعہ لگاؤں گا اور مجھے آپ پورے فلوم کے ساتھ اور پوری والہیت کے ساتھ اس کا جواب دیں گے۔ یہ ہمارا نعہ کسی خوشنامی کا نعہ نہیں ہے کہ ہم نے اس سے کسی کو خوش کرنا ہے اور نہ ہم نے کسی کو اس سے ناراض کرنا ہے۔ بلکہ یہ ہمارے عوام کا اظہار ہے۔ ہمارے حوصلے کا اظہار ہے۔ ہمارے ارمانوں کا اظہار ہے۔ ہماری امنگل کا اظہار ہے۔

میں نعہ لگاؤں گا، "یہ دلن" اور آپ پورے شوق اور پورے ذوق اور پورے دور سے کہیں ہمارا ہے"

(نعہ)، "یہ دلن"

(جواب)، "ہمارا ہے"

ہیں۔ جب آپ یہ کہیں کریں گے "یہ دلن" ہمارا ہے۔ تو اس سے ان لوگوں کے ایوان لرز لختے چاہیں۔ جن لوگوں کے دماغوں میں، جن کے ذہنوں میں ہماری قوم کو ہمارے دلن کو، غلام بنانے کے خیالات ہیں، غلام بنانے کے گھان ہیں ان کے ایوان، ان کے قمر لرز آئئھنے ہا ہیں۔ اتنے زور سے اتنی والہیت سے۔ اتنے لگاؤ سے نعہ لگائیں۔

(نعہ)، "یہ دلن"

(جواب)، "ہمارا ہے"

(نعہ)، "یہ دلن"

(جواب)، "ہمارا ہے"

نفرہ، یہ ملن؟ (جواب) "ہمارا ہے"
نفرہ، یہ دلن؟ (جواب) "ہمارا ہے"
اگر یہ ملن ہمارا ہے تو بتا یہ کہ اس پر حکومت کے کرنی چاہئے۔
(جواب) ہمیں کرنی چاہئے۔

پھر یہ کہوں گا "اس پر حکومت"۔ آپ جواب دیکھئے۔ "ہم کریں گے"
نفرہ، اس پر حکومت؟ (جواب) ہم کریں گے
اس پر حکومت؟ (جواب) ہم کریں گے
اس پر حکومت؟ (جواب) ہم کریں گے
مہنی اگر آپ اس پر حکومت کریں گے تو اس کی حفاظت کون کرے گا؟
جواب: "ہم کریں گے"

چین سے حفاظت کرائیں گے؟ جواب "نہیں"
پاکستان سے کرائیں گے؟ "نہیں"
ہندوستان سے کرائیں گے؟ "نہیں"
روس سے کرائیں گے؟ "نہیں"
امریکہ سے کرائیں گے؟ "نہیں"
تو پھر کس سے کرائیں گے؟ "ہم کریں گے"
تو پھر کہیے اس کی حفاظت؟ جواب "ہم کریں گے"
اس کی حفاظت؟ "ہم کریں گے"
اس کی حفاظت؟ "ہم کریں گے"
اس کی حفاظت؟ "ہم کریں گے"

اس کے بعد ایک اور نفرہ لگانے لگا ہوں۔ یہ بھی ہمارے ایک عزم کا انعام ہے
اس کی آزادی کی چنگ کون رٹے گا؟

جواب "ہم رٹیں گے"

نہیں۔ ایکانڈاری سے بتائیے۔ فیصلہ کیجئے۔ آج ہمیں یہ عہد کرنا ہے کہ اس کی آزادی کی
چنگ کون رٹے گا۔ میں نفرہ لگاؤں گا کہ اس کی آزادی کی چنگ۔

آپ جواب دیکھئے۔ "ہم رٹیں گے"۔

(نفرہ) "اس کی آزادی کی چنگ؟" (جواب) "ہم رٹیں گے"

نہیں۔ آپ پورے زندگی کے ساتھ، پورے عالم کے ساتھ اور دل کی اتفاقہ جھرائیوں سے آپ کی کوادِ حلقہ چاہتے۔ ہاتھ بلند کر کے جواب دیکھتے۔

”نورہ، آزادی کی جنگ؟“ (جواب) ”ہم رہیں گے“
 ”آزادی کی جنگ؟“ ”ہم رہیں گے“
 ”آزادی کی جنگ؟“ ”ہم رہیں گے“
 ”آزادی کی جنگ؟“ ”ہم رہیں گے“

حضرات ۱۔

آزادی کی جنگ لڑانے کا ہم نے ابھی جو عہد کیا ہے۔ اس کے بعدے میں مرفتیں ہتیں میں آپ سے کہوں گا۔ جب ہم آزادی کی جنگ لڑیں گے تو آزادی کی یہ جنگ لڑانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہمیں معلوم ہونا چاہتے کہ آزادی کی جنگ میں ہمارا دشمن کون ہے جب تک کسی قوم کو۔ جب تک کسی عوام کو۔ جب تک کسی ملک میں رہنے والے لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو لان کی آزادی مانع سب کون ہے۔ اسیں نلام اس نے بنایا ہے۔ انبیاء معلوم کس نے رکھا ہے۔ تب تک وہ آزادی کی جنگ ہمیں لڑ سکتے۔ اس یہکہ ہمارا دشمن نہ رکا ہے۔ ہر وہ قوم ہو گا۔ ہر وہ ریاست ہو گی۔ جو ہمارے حق خود ارادیت کا انکار کرے۔

”منتظر ہے آپ کو؟“ (جواب) ”منتظر ہے“
 ”منتظر ہے؟“ ”منتظر ہے“

”زندگی ہر ایک۔ ہر وہ قوم۔ ہر وہ بغاوت۔ ہر وہ انسان۔ ہر وہ فوج اور اس فوج کا ہر سپاہی ہو گا جو ہمارے حق خود ارادیت اور حق آزادی کی نفی کرنا ہے۔ اس کے بعد یعنی۔ میں قوم کی بات کر رہا ہوں۔ میں نے صرف نام سے ہی نہیں لگانے ہیں۔ میں کے کوئی تقدیر نہیں کرنے ہے۔ اس کے بعد میں یعنی۔ آزادی کی جنگ لڑانے کے لیے بھیں ایک اور عنصر سے بھی سابقہ پڑتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ہماری اپنی قوم میں ان لوگوں کے ایجمنٹس کا روں ادا کرتے ہیں جو ہماری آزادی کے دشمن ہوتے ہیں۔ آپ کو اس خند ارعنہر سے۔ آپ کو اس گماشتہ ٹولے سے۔ آپ کو ان پریدل حاشیہ بردار سے سے خبردار رہتا چاہیئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قبائل بندی لائیں کے اُس پارسخی غلام محمد کے روپ ہیں۔ میر قاسم کے روپ میں اور صادق کے روپ میں آتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو ہمارے سردار قیوم کے روپ میں آتے ہیں۔

میں یعنی۔ ہماری جنگ ہر اس خلران ٹولے سے ہے۔ چاہے وہ آزاد کستہ میر ہیں ہے۔

چاہے وہ مقبوہ نہ کشمیر میں ہے، جو ہماری آزادی کی جنگ میں رکاوٹ کھڑی کرتا ہے۔

کہنے۔ جو آپ کی قومی آزادی کی جنگ میں رکاوٹ کھڑی کرے، چاہے وہ اس لمح کا رہنے والا ہی کیوں نہ ہو۔ دشمن آپ کا ہے کہ نہیں؟ ایمانداری سے بتائیں وہ آپ کا دشمن ہے کہ نہیں؟ (آوازیں) ہے

اس کے خلاف جنگ لڑنا آپ کا فرض ہے کہ نہیں؟ (آوازیں) ہے

اس کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے کہ نہیں؟ (آوازیں) ہے

اگر ہے تو اس جہاد کے لیے تیار کیجئے اپنے آپ کو۔ اس مکان نوں کے کو۔ ان تمام لوگوں کو جو جنگ بندی لائیں کے اُس طرف ہندوستان کے ایجنت کا کردار ادا کر رہے ہیں اور جنگ بندی لائیں کے اس طرف پاکستان کی لوگوشائی کے ایجنت کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان کے خلاف ہر محاذ پر۔ چاہے وہ بسا کی محاذ ہے۔ چاہے وہ الیکشن کا محاذ ہے۔ چاہے وہ جنگ کا محاذ ہے۔ اگر وہ پیغمبر مارتے ہیں تو ان پر گولے چلانے اگر وہ آپ پر اینٹ مارتے ہیں تو ان پر سنگ باری کیجئے۔ اگر وہ آپ کے راستے میں کھڑے ہوتے ہیں تو انہیں ٹھوکر مار کر اپنے راستے سے بٹاڈ سمجھئے۔

یہ جنگ ہو جائے۔ قمی آزادی کی جنگ جو ہوتی ہے۔ ہر محاذ پر لڑی جاتی ہے۔

ہمارے سماج میں ہماری سوسائٹی میں چاہے وہ مزدور ہو یا چاہے کسان ہو، چاہے وہ تاجر ہو، ہر دہ طبقہ جس کے خلاف نوکری ہی یا اُس کے آلات کا رکلم ردا رکھتے ہیں۔ ان کا احتمال ردا رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کے خلاف اپنے صفوں کو منتظم کرنا اور ان کے خلاف میدانِ جنگ میں کوڈ پڑانا یہیں جہاد ہے، یہی جنگ ہے۔ اس کے لیے اپنے آپ کو تیار کیجئے۔

حضرات :

اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کو اور بالخصوص اپنے مہان خصوصی کو۔ جاہب ڈاکٹر فاروق صاحب کو۔ ان کی نوٹس میں کچھ باتیں لاتا پاہتا ہوں۔ میں ایمانداری سے آپ کو بتانا ہوں۔ جب تے فاروق مہدی صاحب یہاں تشریف لائے ہیں، ہماری ان کے ساتھ کوئی نشست ہی نہیں ہو سکی جس سے میں ہم انہیں یہاں کی صورتِ حال بتاتے۔ اس لیے ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ ہم ڈینے کی چوری اعوام کے سامنے صورتِ حال ان کے سامنے رکھیں گے۔ اعوام انہیں بتائیں گے کہ یہاں کی صورتِ حال کیا ہے۔ مبادا کوئی یہ زکہ ہے کہ چونکہ وہ ہماری دعوت پر

آئے ہیں۔ ہمارے ہمانے ہیں۔ اسے یہے ہم نے انہیں کوئی ایسے بات نہ بتائی ہو کر وہ غلط انہی کا شکار ہوا میں۔ ہم کے ان کے ساتھ کوئی ایسے بات کی ہو جس میں وہ یہ کہیں کہ اس میں ہمارا کوئی پارٹی مقادہ ہے۔

حضرات ۱

آپ کو معلوم ہے کہ اسے آزاد کشمیر ہے۔ اس نام نہاد آزاد کشمیر میں۔ یہاں جنگ بندی لائن کے اس طرف کا علاقہ آزاد کشمیر کہلاتا ہے۔ یہاں جو کئی سیاسی جماعتیں ہیں۔ آپ بتائیں ۱۹۴۷ء سے اب تک یہاں جو لوگ حکومدان رہے ہیں وہ آزاد۔ امر کشمیر کا وظیفہ کھاتے رہے ہیں کہ نہیں کھاتے رہے ہیں؟

ہتا ہے ایمانداری کے ساتھ۔ کھاتے رہے ہیں کہ نہیں کھاتے رہے؛ ہم کوئی جھوٹ تزئینیں بولے رہے ہیں؟ پہلے ان کو دلیل ملتے تھے۔ پہلے روپے کے کربارہ سور روپے تک ان کی تنخوا ہیں مقرر تھیں۔ جب وظیفہ ختم کر دیے۔ نیلہ، ارشل ایوب نان نے۔ اس کے بعد ان کو اُسی تنخوا کے بلابر ایوب لاٹنس سے ملتے رہے۔ کیسے ملتے رہے کہ نہیں ملتے رہے؟ انہوں نے وہ اپنے لاٹنس کراچی چاکر بیچے کہ نہیں بیچے؟۔ پکتائی تاجروں کے پاسے بیچے کہ نہیں بیچے؟

بتائیں کہ انہوں نے اپنے لاٹنسوں پر کار پوریشنیں قائم کیں کہ نہیں کیں؟ راولپنڈی میں، منظر آباد میں، سیر پور میں ہر جگہ انہوں نے سیاست کے نام پر، قومی آزادی کے نام پر اسلام اور پاکستان کے نام پر قوم کو لوٹا۔ اسے غریب قوم کو لوٹا۔ ہم انہیں کیسے سمجھیں گے؟ کیا آپ انہیں سختے پر تیار ہیں؟

(آوازیں) ہرگز نہیں۔

ہمارا یہ آزاد کشمیر کا علاقہ پندرہ کروڑ روپے سالانہ زر مبادلہ کھاتا ہے۔ پندرہ کروڑ!

اسے میں سے اپنے لاٹنسوں کی صورت میں ان کا سر لیں رہے کو۔ ان بھکاریوں کو چھ لاکھ روپیہ ملتا ہے۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے؟۔ چھ لاکھ روپے کے لیے۔ وہ چھ لاکھ بھی جو اپنی قوم کا پیسہ تھا۔ یہ لوگ لوٹتے رہے اور قوم کا بڑھہ عرق کرنے رہے۔

لے سابق صدر آزاد کشمیر بہ گیدڑیز محمد حیات کے الفاظ میں
اب زر مبادلہ کی پر قم دوارب روپے سالانہ تک ہاپنچی
ہے (روزنامہ جنگ.....)

حضرات!

میں یہ کہتا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ان کا سہ لیسٹ نے چاہے دہ کسی فرضی نام نہاد مخاذ لئے ثماری کے روپ میں ہوں، چاہے کسی مسلم کائفنس کے روپ میں ہوں۔

لہم بات کرتے ہیں۔ ڈنکے کی چوت کرتے ہیں۔ اگر کوئی تردید کرنا چاہے تو ٹکرم گھلام ہمارے سامنے دلیل پیش کرے اور ہم کو سلطمن کرے۔ چاہے آزاد کائفنس کے روپ میں ہوں چاہے مسلم کائفنس کے روپ میں ہوں چاہے اور کسی روپ میں ہوں۔

د معلوم یہاں اب جب سینر فارڈ لائس مکمل جائے گی۔ اُس پار کے کثیر کے لوگ یہاں آئیں گے۔ آج یہاں فاروقی عبد اللہ آئے ہیں کل کو شیخ صاحب یہاں آئیں گے۔ تیریز پچھے، یہ کف گیر یہ ٹوڈی سب سے آگے بڑھ کر استقبال کرنے کی کوشش کریں گے۔ انہوں نے ۱۹۴۳ء میں بھی سی کیا۔ آج بھی سی کرنے کی انہوں نے کوشش کی تھی۔ لیکن ہم یہاں آج فاروقی عبد اللہ کو سر یام بتانا پاہتے ہیں کہ حضرات سرچ ہبھٹے۔ اس آزاد کثیر میں گھرستہ ۲۰۰۰ سال میں ۱۹۴۵ء سے لے کر ۱۹۶۵ء تک جتنی بھی سیاہی جماعتیں بنی ہیں۔ اکثر پاکستان کے استیلی جنیں کے مکملے کی زخمی

جماعتیں تھیں۔ ان کے نام پاکستان کے سی۔ آفی۔ ڈی کے پے روں اُھا کر دیکھ لیجئے، آپ کو ان کے چہرے، ان کی تخلیں آئینے کی صورت نظر آئیں گی کہ یہ لوگ جس طرح پولیس میں ایک پاہی سے لے کر آفی جسے تک تغاہی سے وصول کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ تغاہی سے دصل کرتے ہیں۔ اسی یہے ہم لوگ اپنے مدرسیں ان کو کہتے ہیں کہ یہ آزاد کثیر کی پولیسکیل پولیس فورس ہے۔

حضرات!

یہ باتیں میں اس سی لے دہرانا چاہتا ہو سے کہ یہ ہاتھیں اب تک ہم نے فاروق صاحب کے نوٹس میں پائی ہوئے محفوظے میں نہیں لائی ہیں۔ ہم نے سوچا تھا کہ یہ ہاتھیں ہم بریام ان کے نوٹس میں لائیں گے اور ان کو بتا دیں گے کہ وہ طبقہ جو پردنے نوکری ہی۔

پاکستان کی نوکری ہی کے اشاروں پر ناقہتا ہے۔ کل کو ذرض کیجئے پاکستان میں ایسی حکومت برقرار رکھتی ہے جو مستکد کثیر کو ہی راست اُت کر دیتی ہے۔ آج ان کی (بھجو صاحب کی)

گے وزارت امرد کثیر کے ایجاد پر مخادرائی کے مقابلے میں اسی نام سے ایک پاک تنظیم قائم کی گئی ہے جو کچھ عرصہ بعد خود بخود ختم ہو گئی۔

کوئت ہے۔ ہم نے خوش ہوتے ہیں کہ چین کی حکومت نے کشمیری عوام کے حق خود ازادیت کی حیات کا اعلان کر دیا ہے۔ ہم خوش ہوتے ہیں کہ بھٹو صاحب نے کل پرسوں ایک تقریب میں کشمیری عوام کے حق خود ازادیت کی حیات کا اعلان کیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ حقے خود ازادیت ہمیں دے گا کون۔ کیا ہم یہ حق اسیے مانتے ہیں کہ بھٹو صاحب نے یہ حقے دیا ہے؟۔ کیا یہ حقے ہم اسیے ملتے ہیں کہ چین اس حقے کی حیات کرتا ہے؟۔ تلفظ نہیں۔ ہمارا موقف الیسا نہیں ہے۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ یہ حقے ہم اسیے مانگ رہے ہیں۔ ہم اسے حق کو حاصل برئے کی اسیے کوشش کر رہے ہیں کہ یہ ہمارا پیدائشی حق ہے۔ یہ حق ج ہے ہمیں بھارے پروردگار نے دیا ہے جس نے ہمیں اسے سرزمین میں پیدا کیا ہے۔ اگر اس سرزمین میں ہم پیدا نہ ہونے ہوتے۔ اگر ہم امریکہ میں پیدا ہونے ہوتے اگر ہم برطانیہ میں پیدا ہونے ہوتے۔ اگر ہم دیت نام میں پیدا ہونے ہوتے تو وہاں چھپے ہمارا یہ حقے ہوتا۔ ادب جب کہ ہم کشمیر میں پیدا ہونے ہیں تو یہ حقے ہمیں پیدائشی طور پر یہاں مانسلے ہے۔ یہ حقے جو ہے یہ کسی کا دیا ہوا ہنہیں ہے۔

حضرات!

ہم پر ایک اذایم یہ بھی لگایا جاتا ہے کہ ہم اقوام متحدة کے قراردادوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس بھی کہتے ہیں اور ڈنکے کی پڑت کہتے ہیں کہ اقوام متحدة چیز کیا ہے۔۔۔ ہم کہتے ہیں کہ اقوام متحدة کی قراردادیے چیز کیا ہے؟۔۔۔ ہم کہتے ہیں کہ سنند اگر بینٹ چیز کیا ہے؟۔۔۔ ہم نے تاشقند اگر بینٹ کو تسلیم نہیں کیا۔ اُسے زمانے میں جب کہ یہاں ایک فوجی امر کی حکومت تھی، ہم نے اس کی دھمکیاں کھیر دیے۔ ہم نے اس کی خلاف ورزی کی۔۔۔ ہم نے اسکو سمجھ لیا۔۔۔ ہم نے سین فائز لارڈ کو توڑ دیا اور مقبوضہ کشمیر پہنچ کر دہلے کا ردہ دیا کیس۔

حضرات!

یہیں جو بات کر رہا تھا وہ یہ کہ رہا تھا کہ آزادی سے ہمارا پیدائشی حق ہے۔ ایک آزاد قوم کی طرح زندہ رہنا اہم آزاد انسانوں کے معاشرے کی طرح اپنے مستقبل کو سنا رانا، اپنے معاشرے کر بنا نا، اپنی معدیثت اور اپنی اقتداء کے صورت مال کو سنا رانا یہ سب ہمارا پیدائشی حق ہے اور ہر وہ شفے ہر وہ قوم ہر وہ حکومت جو اس ملن کی مخالفت کرے گا۔ ہم اسے کے خلاف اسے وقت تک لڑاتے رہیں گے جب تک ہم فتح سے ہمکنار نہیں ہو سے گے۔

حفلات!

انے چند باتوں کے بعد میں صرف ایک بات اور عرض کروں گا۔ اس کے بعد آپ کے اہم معزز مہمان کے درمیان سے میری شکل میں جو دیوار کھڑی ہے وہ بیان سے ہٹ ہائے گی۔

ایک سے سوال کیا گیا ہے کہ ہم مجاهد ہاجرینے نے ۱۹۶۵ء میں جنگ لڑائی تھی۔ جس کی پاداش میں ہم تباہ و ہر باد ہوئے۔ ہمارا کوئی پرسانے والے نہیں۔ ہمارے لیے کچھ اظہار سعدودی کے ظاہر کریں۔

حفلات!

چونکہ اسے وقت میں نجاذ کا صدر نہیں ہوا ہے۔ اسے لیے میں اس مسئلہ پر اپنی ذاتے رائے کا انہصار کر دے گا۔

میں آپ کو ایکانداری سے کتابہ ہوئے۔ دنیا کی تاریخ اسے بات کی ثابت ہے۔ جب بھی آپ کسی کے لیے جنگ لڑائیں گے۔ پاہے وہ آپ کا دوست ہو۔ ہلے وہ آپ کا مرتب ہو۔ وہ آپ کا تناہی غم خوار بننے کی کوشش کیوں نہ کرے۔ اس سے اگر آپ یہ توقع رکھتے ہیں کہ جب آپ پر استحانے اور آذماں کا وقت آئے گا تو وہ آپ کا ساتھ دے کا ایسا دنیا میں آج تک نہیں ہوا۔ آج تک ایسا نہیں ہوا ہے۔ ۱۹۶۵ء کے مجاهد ہاجرینے میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوا کہ آپ نے ۱۹۶۵ء میں یہ جنگے بڑی۔ وہ آپ نے پاکستان کی فوجی قیادت میں جنگ لائی۔ پاکستان کے جی۔ ایچ۔ کیو (۱۱۔۰۷۔۱۹۶۵) سے آپ کو اورڈر ملتے رہے اور پاکستانی فوج کے افراد سے کے سوت آپ نے وہ جنگ لڑائے۔ اگر آپ میں سوت ہے تو ہاکان فوجی افراد سے ہے۔ جاگر ان فوجی جو نیلوں سے مبہول ہے آپ کو استعمال کیا۔ ان کے گریبان کپڑا یعنی۔ آپ میں یہ سکت کیوں پیدا نہیں ہوئی۔ آپ جاگرانہ بڑے بڑے گروپوں۔ ان بڑے بڑے بڑے بریگیڈریوں۔ ان بڑے بڑے گروپوں سے۔ جبھوں نے راجوی کے مقام پر آپ کے سامنے فراہم کیے پہلے رکھ کر یہ ہلف اٹھایا تھا کہ وہ تب تک بیان سے نہیں ہائی گے، جب تک اس مک کو آزاد نہیں کرائیں گے۔ کپڑا یعنی ان کے گریبانوں کو، ان میں اگر کوئی کپڑا تھا وہ سیجن گیا۔ کوئی سیجن تھا تو وہ بریگیڈریوں میں آیا۔ کوئی بریگیڈری تھا تو وہ کرنل کے تھا تو وہ جیزل ہنے گی۔ اور آپ بیان سے ہر ہی سے جو بھوک، پیاس سے افلاس سے اور نگ کا سامن کر رہے ہیں۔ یہ ایسا کیوں ہے؟ یہ اسے لیے کہ اگر آپ نے ۱۹۶۵ء میں اپنے پاؤں

پرکھڑے ہو کر اپنے آزادی کا اعلان کیا ہوتا۔ اور اپنی آزادی کی اُس سے چنگ کی قیادت اور اُس کی کمان اپنے ہاتھ میں رکھی ہوتی۔ تو آپ کے ساتھ یہ سلوک دہوتا۔ بلکہ آپ کے ساتھ وہ سلوک ہوتا جو یا سرِ عرفات کے ندامین کے ساتھ ہوتا ہے۔ آپ لے پسند نہیں فرمایا اس ہاتھ کو۔ آپ ندامین نہیں بنے۔ آپ کسی ذمہ افرگ قیادت میں بھرے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ یکنے یہ تاریخ کا ایک داقت ہے۔ اس لیے میں تاریخ کے ساتھ ناالحفاف نہیں کروں گا۔ ہم لوگ یقیناً ۱۹۷۵ء میں بھارت کے ٹھومن گئے اور یہ وجہ ہے کہ اسے وقت ہماری یہ حالت ہے۔

میں آپ سے عرض کروں گا کہ اب بھی موقع ہے۔ چاہے وہ گندم اٹھائے کا مسئلہ ہو۔ چاہے وہ بلہ کرانے کا مسئلہ ہو۔ چاہے وہ پولیٹیکل اکاؤنٹنگ کا مسئلہ ہو۔ چاہے وہ ایجکیشن کا مسئلہ ہو۔ کثیری سے قوم جب تک اپنے تحریک آزادی کے قیادت۔ اپنی تحریک آزادی کی کان، اپنے ہاتھ میں نہیں رکھے گی۔ وہ کبھی آزادی کی شخص کی ادنی سی شال دے۔ تو میں اپنا ستام اپنی تمام تحریر ختم کر دوں گا۔ اگر آپ میں سے کوئی شخص مجھے دنیا کی تاریخ میں سے کوئی ادنی سی شال دے کہ کسی دوسری قوم نے کسی دوسری قوم کی آزادی کی چنگ لڑاکی ہو۔ ایسا کہیں نہیں ہوا۔ ویت نامیہ کے آزادی کی چنگ خود لڑاکی بر سہا بر سر لڑاکی۔ اور آزاد ہونے گئے۔ الجزائریہ نے آزادی کی چنگ خود لڑاکی۔ اپنی قیادت میں لڑاکی۔ بر سہا بر سر لڑاکی اور آزاد ہونے گئے۔ فلسطینی آزادی کی چنگ خود لڑاکے ہیں۔ اپنی کمان میں لڑاکے ہیں۔ ان کی آزادی کا سورج طلوع ہرنے والا ہے۔ ان کی آزاد حیثیت کو تسلیم کیا جا چکا ہے۔ کثیری ہوام نے آج تک اپنی آزادی کی چنگ کی قیادت

اپنے ہاتھ میں نہیں رکھی۔ اس لیے آزادی کی جنگ
لڑنے والی قوم کی حیثیت سے ہمارا وجود تسلیم نہیں کیا گی۔

اس لیے مذاکار پیغام۔

یہ ہے کہ اپنے آپ کو منظم کرو۔ اس تحریک کو۔ جس تحریک کا نام مخادرائے شماری ہے۔
مخادرائے شماری کوئی سیاسی سخنوں کا لڑا نہیں ہے۔ یہ کوئی پولیٹیکل پارٹی نہیں ہے۔ اس
میں اس مفہوم میں جس مفہوم میں عام طور پر سیاسی جانشی ہوتی ہیں۔ مخادرائے شماری ایک
تحریک کا نام ہے۔ یہ ایک عظیم عالمی تحریک ہے۔ یہ ایک نبردست سیلاپ ہے اور اس
سیلاپ کا زخم ان تمام دولتوں کی طرف ہے۔ جو قومیں اس قوم کو فلام نہانا چاہتی ہیں۔ اسے معتبر
کیجئے۔ اسے منظم کیجئے۔ اس کی صفوں میں شامل ہو جائے۔ اور یہ جو آج آپ ہات کر رہے ہیں کہ ہم خون
کا آخری قطرہ تک بہادیں گے۔ ہم جلد آپ کو ایک ایسا پروگرام دیں گے جس سے ہمیں یہ
معلوم ہو جائے گا کہ یہ جو آج نرسے لگانے والے لوگ ہیں۔ ان میں سے کون دودھ پینے والے
مجنوں سے ثابت ہوتے ہیں اور کون خون دینے والے مجنوں سے ثابت ہوتے ہیں۔ ہم اس کا آپ لوگوں
سے امتحان لیں گے۔ اس امتحان میں ہم خود بھی ستمل ہوں گے اور آپ کو بھی ہمارے ساتھ شامل
ہونا پڑے گا۔

بُو صدریوں سے ترس رہے یہاں آزادی کی پھادوں کو
کوئی خالہیں لایں گے وہ سخت سے سخت سزاوں کو

پاؤں کی زنجیر سے میں نے اک شمشیر بنانی ہے
جاؤ جا کر بستلا دو میرے دلتی آقاوں کو



پھاتنے بھی ملید کیا
ہے اپنی خود پر جسے کا
میریم مرا پہنچا دو سورج کے آقاوں کو

چھن کے بھٹک سے نلت اسد پر جھومیرے سلطان سے
کے روک لے گا میری یہ آداس صداؤں کو